مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

یزید مجرم ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کا انجام ایمان کے سلب ہونے کا اندیشہ، اس لیے چھوٹی برائی سے بھی بچنا چاہیے

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۳۹ سائیڈ بی/۸۴-۹-۷)

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

عن حذیفةؓ قال قلت لا می دعینی آتی النبی ﷺ فاصلی معه المغرب واساله ان یسغفرلی ولک فاتیت النبی ﷺ فصلیت معه المغرب فصلی حتی صلی العشاء ثم انفتل فتبعته فسمع صوتی فقال من هذا حذیفة قلت نعم قال ماحاجتک غفر اللّٰه لک ولامک ان هذا ملک لم ینزل الارض قط قبل هذه اللیلة استاذن ربه ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمة سیّدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسین سیّدا شباب اهل الجنة. (رواہ الترمذی)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں اور پھر دُعاء کے لیے درخواست کروں اور دُعاء یہ کراؤں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بخش دے معاف فرمادے۔ فرماتے ہیں کہ میں آیا اور مغرب کی نماز پڑھی آپ نماز پڑھتے رہے حتی کہ عشاء کی نماز ہوگئی پھر آپ وہاں سے فارغ ہو کر پلٹے میں بھی پیچھے پیچھے چلا آپ نے میری آواز سُنی چاپ کی، تو چال ہی سے آپ نے اندازہ فرمالیا کہ یہ فلاں ہیں۔ دریافت فرمایا من ھذا یہ کون ہیں حذیفہ ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ دریافت فرمایا کیا ضرورت پیش آئی ہے غفر اللّٰہ لک ولامک اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری والدہ کو معاف فرمائے مغفرت سے نوازے۔ یہی جملے کہلانے کے لیے تو وہ آئے تھے اور یہی جملے خود

سے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمادیئے پھر آپ نے فرمایا یہ فرشتہ ہے جو آیا ہے اس سے پہلے اس زمین پر کبھی نہیں آیا تھا اور خدا کی مخلوق تو بہت بڑی ہے زمین تو اُس میں ایسی بن جاتی ہے جیسے ایک ذرہ ہو اتنی بڑی خدا کی مخلوق ہے اور اب سائنسی تحقیقات کے لحاظ سے بھی ایسی ہی بات قرار پائی ہے۔ تو یہ فرشتہ کبھی نہیں آیا تھا اُس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ وہ میرے پاس آئے ملے، سلام کرے اور اس نے یہ بشارت دی ہے کہ فاطمہ جو ہیں وہ سیّدۃ النساء اھل الجنۃ ہیں اور حسنؓ اور حسینؓ جو ہیں یہ سیّدا شباب اھل الجنۃ ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ وہاں قیامت کے دن ان خطابات سے نوازیں گے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ امرأۃ ابی رافع ہیں، ابو رافعؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور سلمہؓ ہی ہیں وہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی دائی تھیں۔

حضرت اُم سلمہؓ اور ابن عباسؓ کا خواب اور شہادتِ حسینؓ :

تو یہ فرماتی ہیں[1] کہ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں اُم المؤمنین ہیں یہ وہاں پہنچی تو فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ وھی تبکی میں نے کہا ما یبکیک کیا بات ہے؟ وہ فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور آقائے نامدار صلی اللہ ﷺ کے سرِ مبارک اور داڑھی پر مٹی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ[2] یہ کیا ہے جناب کو، تو ارشاد فرمایا شھدت قتل الحسین آنفا ابھی ابھی میں حسینؓ کی شہادت میں شامل ہو کر آ رہا ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور دن کا وقت تھا سرِ مبارک پراگندہ غبار آلود اور دستِ مبارک میں ایک شیشی تھی اُس میں خون تھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بابی انت وامی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں فرمایا کہ یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے اور میں یہ اب اُٹھائے ہوئے ہوں ہاتھ میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اندازہ لگایا کہ یہ کون سا وقت تھا تو واقعات کا جو پتہ چلا بعد میں تو یہ وہی وقت بنتا تھا جس وقت میں نے خواب دیکھا تھا۔

عبیداللہ بن زیاد کی گستاخی :

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں[3] کہ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا جسم سے الگ کر کے اور اس کو ایک تھال میں رکھ دیا گیا تو اس کے سامنے جب یہ پیش ہوا فجعل ینکت اُس کے ہاتھ میں چھڑی سی کوئی چیز تھی اُس سے وہ مارنے لگا وقال فی حسنہ شیئا اور ان کی خوبصورتی کے بارے میں اُس نے کچھ نامناسب کلمات استعمال کیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا واللہ انہ کان اشبھھم برسول اللہ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۰ [2] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲ [3] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲

یہ تو بہت زیادہ مشابہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وکان مخضوبا بالوسمة اور خضاب کر رکھا تھا ''وسمہ'' کا جو سیاہی کے بہت قریب ہو جاتا ہے دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا تھا تو اتنے میں سر مبارک لایا گیا ان کا تو اس پر ایک چھڑی سے یہ کچھ مارنے لگا اور ناک کو اس نے چھیڑا اور کہنے لگا مارأیت مثل ھذا حسنا ایسا حسن میں نے کبھی نہیں دیکھا بہت ہی خوبصورت ہیں مگر یہ طعنے کے طور پر طنزیہ یہ جملے کہے فقلت میں نے کہا اما انه کان اشبھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑے مشابہ تھے تو جو اس طرح کی باتیں کر رہا ہے تو ان کا اثر تو جناب رسول اللہ ﷺ تک جاتا ہے تو ایسی باتیں بے تکی اس نے کیں۔ خدا کی قدرت تھوڑے عرصہ بعد وہاں ایک بغاوت اُبھری اور اس میں یہ عبید اللہ ابن زیاد مارا گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرانے کا ذمہ دار دراصل یہی آدمی تھا کوفے کا گورنر یہی تھا اور اس نے پھر وہاں حُر ابن قیس کو بھیجا اور پھر عمر ابن سعد کو بھیجا یہ عُمر ابن سعد نام ہے اُن کا ''عَمر و'' نہیں ہے مشہور ویسے ''عَمر و ابن سعد'' ہے مگر عُمر ابن سعد ہے صحیح نام، عمر ابن سعد ابن ابی وقاص اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں ان کے بیٹے ہیں عمر، وہ کوفے میں تھے وہ سرکاری فوج کے آدمی سمجھ لیجئے اِن کو امیر بنا کر بھیج دیا تو انھوں نے تو نہیں چاہا کہ شہادت ہو، لڑائی ہو، بات چیت کر کے آگئے اور بھی لوگ تھے ''شمر'' وغیرہ جنھوں نے یہ چاہا کہ مزید تقرب حاصل کریں عبید اللہ ابن زیاد کا تو اُس سے کہا کہ وہ دیر کر رہے ہیں حضرت حسینؓ کو ختم کرنے میں اور معلوم ہوتا ہے وہ اُن سے مل گیا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے کرتے رہے پھر اس نے پیچھے سے ان کو بھیج دیا اور اس کے ساتھ (عمر ابن سعد کے نام) ایک آرڈر بھیج دیا کہ یا تو تم فوجی کارروائی کرو فوراً ورنہ تو تمھیں معزول بھی کر دوں گا اور مار بھی دوں گا اور تمہارا گھر بھی کھدوا دوں گا۔

عمر ابن سعد کی کوفہ میں قیام کی وجہ :

اب ہوا یہ کہ (ان کے والد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایران کے فاتح تھے قادسیہ کے معرکہ کے بعد (ایرانیوں کی) کمر ٹوٹ گئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں یہ حکم دیا تھا کہ اس طرف ایک چھاؤنی بنالو، علاقہ ایسا انتخاب کرو جس کی آب وہوا تمہارے علاقے سے ملتی جلتی ہو تو وہ پسند کیا انھوں نے تو وہ کوفہ کا علاقہ تھا جس کی آب وہوا عرب کی آب وہوا سے ملتی جلتی تھی تو وہاں آباد کر دیا ان لوگوں کو اور ہر آدمی کو جتنی جتنی مناسب تھی الاٹ کر کے زمین دے دی، ''تخطیط'' کر دی الاٹمنٹ کر دی تو یہ لوگ وہاں رہتے رہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی وہاں رہے ہیں حاکم بھی رہے ہیں کیونکہ گورنر تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ منورہ بلا لیا تو مدینہ منورہ آگئے پھر آتے جاتے رہے بہر حال وہاں رہنا ہوا اور وہاں ہی ان کے مکان وغیرہ ہوں گے تو اس (عبید اللہ بن زیاد) نے یہ کہا ان کے بیٹے سے یا تو تو

فوجی کارروائی کا جو تقاضا ہوتا ہے وہ کر اور ان کو ختم کر اور اگر تُو نے تاخیر کی تو میں تجھے معزول بھی کر دوں گا ختم بھی کر دوں گا اور تیرا مکان بھی اُکھاڑ دوں گا تیرے بال بچوں کو بھی رسوا کروں گا وغیرہ۔

عمر بن سعد سے روایات لینے کی وجہ :

اس دھمکی میں وہ آگئے اس دھمکی میں آکر پھر انھوں نے کارروائی کی اب عمر ابن سعد سے حدیث کی روایات بہت کم لی گئیں ہیں مگر لی گئی ہیں اس کی وجہ دو ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ یہ قصہ جب پیش آیا تو اس کے بعد تو وہ تھوڑے ہی دنوں زندہ رہے ہیں ان کو بھی شہید کر دیا گیا تھا مار دیا گیا تھا تو روایتیں جو ہیں وہ پہلے کی ہیں جو پہلے کی حالت تھی وہ اس سے بالکل مختلف حالت تھی دوسرے یہ کہ یہ جو کارروائی ان کی ہوئی ہے وہ ایک طرح کی مجبوری بھی ہو گئی تو اس مجبوری کو تو اتنا شمار نہیں کیا گیا مگر یہ ضرور دیکھتے ہیں کہ یہ روایت کس دور کی ہے۔ اگر وہ اُس دور کی ہے جس دور کے بارے میں تعریف سُننے میں آئی ہے تو پھر اس روایت کو لے لیتے ہیں مگر بہت کم۔

یزید مجرم ہے :

اچھا یزید کی بات یہ بنتی ہے کہ اس نے اس (عبید اللہ) کو نہ معطل کیا نہ سرزنش کی کچھ نہیں کیا اس طرح گورنر رہنے دیا تو اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ سمجھتا یہ تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ٹھیک ہوئی ہے اچھا ہوا ہو گئی میرے کہے بغیر ہو گئی ایک آدمی نے اور نے کر دی تو کچھ سرزنش نہیں کی کچھ بازپُرس نہیں کی اُن سے بازپُرس نہ کر کے وہ گویا اس جرم میں شریک ہو گیا اگر بُرا لگا تھا تو بازپُرس سے اُسے کون سی چیز روکتی تھی۔ کیوں نہیں کی اُس نے بازپُرس جبکہ یہ چیز ایسی تھی کہ اس سے اُسے سیاسی نقصان پہنچا اور بازپُرس کرنے سے سیاسی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا بس کچھ باتیں بنا لیں ایسے ہی کہ اگر ان کے رشتہ دار ہوتے تو یہ کبھی نہ کرتے اور پھر اس کے بعد کچھ بھی نہیں کیا معزول بھی نہیں کیا ٹرانسفر کر دیتا کم از کم کچھ بھی نہیں کیا اتنا بھی نہیں کیا۔

گستاخی پر قدرت کی جانب سے سزا :

خدا کی طرف سے پھر ایسے ہوا کہ ایک اور انقلاب آگیا چھوٹا سا اُس انقلاب میں آکر یہ عبید اللہ ابن زیاد مارا گیا اور پھر اس کا سر لایا گیا جامع مسجد کوفہ میں وہاں اس کا سر رکھا ہوا تھا پھر جیسے اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ناک پر چھڑی وغیرہ لگائی تھی خدا کی قدرت ہے اسی طرح اُس کو سزا بھی ملی ہے کہ ایک سانپ آیا وہ اس کی ناک کے ایک سوراخ میں داخل ہوا اور دوسرے سوراخ سے نکل گیا جو صاحب راوی ہیں وہ بتاتے ہیں کہ میں وہاں تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگوں نے راستہ دے دیا اور کہنے لگے آیا آیا تو وہ سانپ آیا اور اس کی ناک کے ایک سوراخ میں داخل ہوا اور دوسرے سے نکل

گیا اور پھر چلا گیا اور پھر وہ سانپ آیا ہے اس طرح اس نے تین دفعہ کیا تو یہ تماشہ لوگوں نے دیکھا یہ اس کی ذلت اور خدا کا عذاب لوگوں نے دیکھا ہے یہ روایت ترمذی شریف میں ہے تو یہ عبید اللہ ابن زیاد بڑا بدنصیب انسان تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کسی طرح نہیں چھوڑا شہید ہی کر کے دم لیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں تو رسوائی کا یہ معاملہ ہوا اور آخرت میں خدا جانے کیا معاملہ ہوتا ہے۔

چھوٹی برائی سے بھی بچنا چاہیے سلب ایمان کا اندیشہ ہوتا ہے :

بات یہ ہے کہ بعض عمل ایسے ہوتے ہیں جن سے انسان کو اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ایمان بھی نہ جاتا رہے تو اس کا نام "حبطِ عمل" ہے اس لیے کہتے ہیں کہ بُرائی نہیں کرنی چاہیے کوئی بھی جتنی بھی ہو بچے، چھوٹی برائی ہے اس سے بھی بچو کیونکہ کیا پتا خدا کو وہ ناگوار ہو ناپسند ہو بہت زیادہ، پھر یہ ہوتا ہے کہ جو نیکیاں کی ہیں وہ ختم ہو جاتی ہیں قرآن پاک میں ہے: **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی** جناب رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز نہ اُٹھاؤ **ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض** اور ایسے زور زور سے نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو **ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون** کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال رائیگاں ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو تمہیں احساس بھی نہ ہو یعنی بے پروائی میں زور زور سے بول رہے ہو گے اور وہ خدا کے ہاں اہانت شمار ہو جائے جناب رسول اللہ ﷺ کی تو رسول کی اہانت کوئی بھی کرے کسی بھی رسول کی کرے وہ اسلام سے نکل جائے گا تو تمہاری جو نیکیاں ہیں اور جو قربانیاں دی ہیں وہ ساری کی ساری رائیگاں جائیں کیونکہ اللہ کو ضرورت نہیں ہے، جو قربانی دی ہے وہ آپ نے اپنے لیے دی ہے وہ خود آپ کے کام آئے گی وہ آپ کے لیے اللہ نے اپنے فضل سے ایسے کر دیا کہ اُسے بڑھاتا رہے گا وہ خدا کے ہاں گویا امانت رکھی ہوئی ہے اور خدا اپنے فضل سے اپنی رضامندی سے بڑھا رہا ہے اس کو بڑھاتا رہے گا اگر نہیں مانو گے اور اس طرح کی بات ہوگی کہ خدا کی نافرمانی کرو گے تو پھر یہ اندیشہ ہوتا ہے **ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون** "حبطِ عمل" ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے بُرے اعمال سے اپنی پناہ میں رکھے یہ جو عمل اس نے کیا ہے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا کہ قتل مسلم پر دلیری وہ بھی ایسے موقع پر اور ایسے آدمی کے ساتھ جو کہہ رہا ہے کہ میں لڑنے آیا ہی نہیں میں تو بال بچے ساتھ لایا ہوں مجھے تم یا کوفے میں جانے دو یا یزید کے پاس جانے دو یا باہر جانے دو یا واپس جانے دو مگر یہ ان کو شہید کر کے دم لیتا ہے اگر خدا کو (بہت) ناپسند ہوا تو حبطِ عمل ہو گیا حبط اعمال بمعنی کفر ہو گیا سلب ایمان معاذ اللہ پھر وہ سزا جو دنیا میں دکھائی گی وہ گویا حبطِ عمل کے بعد کی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جو سزا دکھائی گئی وہ اس کے بُرے عمل کی دی گئی ہے یہ نہیں ہے کہ اس کا ایمان سلب ہوا بہرحال سلب ایمانی کا اندیشہ بُرے اعمال پر ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی سے بچائے رکھے اور اپنی رضا اور فضل سے نوازے (اختتامی دعاء)۔۔۔۔۔